

قومیت و صوبائیت اور زبان و رنگ کے تعصب کی اصلاح

ارشادات

شیخ العرب والعجم عارف باللہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ناشر

شعبہ نشر و اشاعت خانقاہ امدادیہ اشرفیہ / اشرف المدارس

گلشن اقبال-۲ کراچی

www.khanqah.org

عرضِ مُرتَّب

اس وقت ساری دنیا میں غیر مسلموں کی طرح ”قومیت و صوبائیت اور رنگ و زبان“ کو بنیاد بنا کر مسلمان جس طرح آپس میں اختلافات اور انتشار کا شکار ہیں جو کہ قرآن و حدیث کی تعلیمات کے بالکل منافی ہے۔ اس فتنہ کی اصلاح کے لیے شیخ العرب و انجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کی مختلف کتابوں سے اس فتنہ کے بارے میں ملفوظات کو منتخب کر کے ایک مختصر رسالہ ”قومیت و صوبائیت اور رنگ و زبان کے تعصب کی اصلاح“ شائع کیا گیا ہے۔

آج کل کے حالات کے پیش نظر اس رسالہ کو زیادہ سے زیادہ شائع کر کے لوگوں تک پہنچائیں تاکہ تعصب اور نفرت دور ہو اور آپس میں محبت پیدا ہو۔

ان کا جو فرض ہے وہ اہل سیاست جانیں

میرا پیغامِ محبت ہے جہاں تک پہنچے

ہر شخص کو اس رسالہ کو شائع کرنے کی عام اجازت ہے۔

یکے از خدام حضرت والا دامت برکاتہم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ
۱۶ شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۰ ستمبر ۲۰۰۶ء، بروز اتوار، بعد عصر

زبان و رنگ کا اختلاف اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے
ارشاد فرمایا کہ سب مسلمان بھائی بھائی ہیں۔

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾

(سورة الحجرات، آية: ۱۰)

کوئی افریقہ سے آیا ہے کوئی لندن سے، کوئی بلوچستان سے کوئی
پنجاب سے، کوئی سندھ سے، کوئی کہیں سے آیا ہے کوئی کہیں سے
لیکن میں سب کو اپنا بھائی سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ

السِّنْتِكُمْ وَالْوَالِدَاتِ﴾

(سورة الروم، آية: ۲۲)

زبان و رنگ کا اختلاف یہ میری نشانیاں ہیں، اگر کوئی اللہ کی نشانی
کو حقیر سمجھے تو اس کی بہت بڑی نالائقی ہے، وہ بڑا بے ہودہ آدمی

ہے۔ بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ زبان و رنگ کے اختلاف سے ایک دوسرے کو حقیر سمجھتے ہیں۔ لوگ گناہ کی حقیقت کو سمجھتے نہیں، اگر کوئی اللہ کی نشانی کو نہیں مانتا، انکار کرتا ہے تو یہ کفر ہے۔ کوئی پنجابی بولتا ہے، کوئی سندھی زبان بولتا ہے تو اردو زبان والے ہنستے ہیں۔ اردو اچھی زبان تو ہے لیکن اس کو تمام زبانوں سے اچھا اور افضل سمجھنا جائز نہیں اور کسی زبان کو حقیر سمجھنا جائز نہیں۔ انگریزی زبان کو بھی حقیر نہ جاننا چاہیے، اگر کوئی انگریز مسلمان ہو جائے تو کیا بولے گا؟ انگریزی ہی تو بولے گا۔ پس جتنی زبانیں ہیں سب کو اچھا سمجھو۔ اگر تم لندن میں پیدا ہوتے تو انگریزی بولتے، پنجاب میں پیدا ہوتے تو پنجابی بولتے، سندھ میں پیدا ہوتے تو سندھی بولتے لہذا جو زبان تمہاری ہوتی کیا اس کو حقیر سمجھتے؟ لہذا کسی زبان کو حقیر نہ سمجھو۔

جب ہم بنگلہ دیش گئے تو کبھی کسی بنگلہ دیشی کو حقیر نہیں سمجھا، اسی وجہ سے سب بنگلہ دیشی عاشق ہو گئے کیونکہ مجھ میں عصبیت نہیں ہے، عصبیت کا نہ ہونا یہ بات بہت کم پاؤ گے۔

میرے کتنے دوست پنجاب کے ہیں لیکن ان کی پنجابی سے مجھے مزہ آتا ہے۔

عصبيت..... سوء خاتمہ کا پیش خیمہ

اپنے قلب کا جائزہ لیتے رہو کہ عصبيت کا کوئی ذرہ دل میں تو نہیں ہے۔ اگر عصبيت کا ایک ذرہ بھی دل میں ہو تو سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے۔ ایک غزوہ میں ایک شخص بہت بہادری سے لڑ رہا تھا۔ ایک صحابی نے اس کی تعريف کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جہنمی ہے۔ وہ صحابی اس کے پیچھے لگ گئے۔ آخر میں دیکھا کہ وہ زخمی ہو گیا اور زخموں کی تاب نہ لا کر اپنی تلوار سے اس نے خودکشی کر لی۔ صحابی نے آ کر یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اور پوچھا کہ یا رسول اللہ! یہ کیا ماجرا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص اسلام کے لیے نہیں عصبيت کے لیے لڑ رہا تھا کہ میرے قبیلہ کا نام ہوگا۔ پس خوب سمجھ لو کہ عصبيت جہنم میں لے جانے والی ہے، زبان اور رنگ کو حقیر سمجھنا جہنم میں جانے کا سامان کرنا ہے۔

اس مضمون کو پھیلاؤ، اس کا بہت فائدہ ہوگا، آج کل اس کی ہر جگہ اشاعت کی ضرورت ہے۔ ہر مسلمان اس مضمون کو آگے پھیلائے۔ کسی زبان کو حقیر نہ سمجھو، زبان اور رنگ کی وجہ سے کسی کو حقیر سمجھنا دلیل ہے کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کی نشانی کا انکار کر رہا ہے۔

جتنے آدمی یہاں موجود ہیں سب اس مضمون کو پھیلائیں
وَ اِخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ اَدْمٰی اِپنے باپ کی نشانی کی
عزت کرتا ہے، اس کو دیکھ کر باپ کو یاد کر کے روتا ہے کہ یہ میرے
ابا کی نشانی ہے۔ وہ بندہ کتنا نالائق ہے جو اللہ تعالیٰ کی نشانی کو
جھگڑے کا ذریعہ بناتا ہے۔ ساری دنیا کے مسلمان آپس میں
بھائی بھائی ہیں چاہے لندن کے ہوں، چاہے یوگنڈا کے
ہوں۔ کالے گورے اللہ تعالیٰ بناتے ہیں، خود نہیں بنتے، اللہ تعالیٰ
پیدا کرنے والے ہیں۔ رنگ و زبان کا اختلاف اللہ تعالیٰ کی نشانی
ہے۔ جو قرآن پاک کی کسی آیت پر ایمان نہ لائے وہ قرآن پاک
کا انکار کرنے والا ہے۔

۱۶ صفر المظفر ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۷ اپریل ۲۰۰۲ء، بروز ہفتہ، بعد مغرب
 زبانوں اور رنگوں کا اختلاف ذریعہ معرفتِ الہیہ ہے
 اب ایک نئی بات سنو! جو شاید مجھ ہی سے سنو گے۔
 ملاوی میں ایک رات دو بجے میری آنکھ کھل گئی تو کتا بھونک رہا
 تھا۔ میں نے سوچا کہ کیا بات ہے کہ یہاں کا کتا بھی اسی زبان
 میں بھونکتا ہے جس زبان میں کراچی کا کتا بھونکتا ہے۔ کتے بلی اور
 تمام جانور ہر ملک کے ایک ہی طرح بولتے ہیں۔ انگلینڈ کا کتا یہ
 نہیں کہتا کہ I am a dog اور انگلینڈ کی بلی یہ نہیں کہتی کہ
 I am a cat بلکہ ہر ملک کی بلی میاؤں ہی کہے گی۔ بنگلہ دیش
 کے ایک عالم نے مزاحاً کہا کہ بلی جو میاؤں کہتی ہے تو دراصل
 کہتی ہے کہ میں آؤں؟ یعنی دسترخوان پر کیا اکیلے اکیلے ٹھونس
 رہے ہو میں آؤں؟ لیکن انسانوں کی زبانیں ہر ملک اور ہر علاقہ
 کی مختلف ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ دل میں یہ آیا کہ اللہ تعالیٰ نے
 انسانوں کو اپنی معرفت کے لیے پیدا کیا ہے اس لیے ان کی
 زبانوں میں اختلاف کر دیا تاکہ اس اختلاف سے وہ مجھے پہچانیں

کہ واہ رے میرے اللہ آپ کی کیا قدرت ہے کہ آپ نے کتنی
زبانیں پیدا فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ

السِّنَتِكُمْ وَالْوَالِدَاتِ

(سورۃ الروم، آیت: ۲۲)

تمہارے اختلافِ زبان اور اختلافِ رنگ میں میری نشانیاں ہیں
اور نشانیاں جانوروں کو نہیں دی جاتیں کیونکہ ان کے اندر معرفتِ
الہیہ کی صلاحیت ہی نہیں ہے ورنہ انگلینڈ کی بلی انگریزی بولتی اور
پاکستان کی بلی اردو بولتی اور بنگلہ دیش کا کتابگلہ بولتا لیکن ساری
دنیا کے جانور ایک ہی طرح بولتے ہیں، پاکستان کا گدھا اسی
طرح بولے گا جس طرح انگلینڈ کا گدھا بولتا ہے اور انسانوں کو
کیونکہ اپنی معرفت کے لیے پیدا کیا اس لیے ان کی زبان اور
رنگ میں اختلاف کر دیا لیکن یہ ہماری نادانی ہے کہ ہم اس کو وجہ
فضیلت بنالیں کہ ہم گورے ہیں تم کالے ہو۔ معلوم ہوا کہ زبان
اور رنگ کا اختلاف لڑنے کے لیے نہیں اللہ کی معرفت و محبت کے
لیے ہے۔ اگر ابا اپنی کوئی نشانی دے تو بچے اس کو دیکھ کر ابا کو یاد کر

تے ہیں یا آپس میں لڑتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ تو اختلافِ السنہ و اختلافِ الوان کو اپنی نشانی بتا رہے ہیں اور ہم بجائے اپنے مالک کو یاد کرنے کے اس پر لڑ رہے ہیں اور اس کو اپنی اپنی فضیلت کا سبب بنا رہے ہیں۔ اس لیے دوسری جگہ فرما دیا:

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾

(سورۃ الحجرات، آیت: ۱۳)

تمہاری فضیلت اور کرامت زبانوں اور رنگوں پر نہیں ہے تقویٰ پر ہے جو جتنا زیادہ متقی ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنا ہی مکرم ہے۔

(ماخوذ از: ارشادات درود)

۲۶ جمادی الثانی ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۸ء، بروز جمعرات، بعد مغرب

زبان و رنگ سے بالاتر ایک بے مثل قوم

لہذا جو دین سے بے وفا ہو کر اور اللہ اور رسول کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور دوبارہ یہودی اور عیسائی ہو گئے تو کوئی فکر مت کرو فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ هُمْ عَنُقْرِبَ عاشقوں کی ایک قوم پیدا کریں گے جن سے ہم محبت کریں گے اور جو ہم سے محبت کرے گی اور قوم نازل فرمایا اقوام نازل نہیں

فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ ساری کائنات میں جتنے لوگ اللہ سے محبت کرنے والے ہیں وہ سب ایک قوم ہیں۔ چاہے وہ ملاوی کا ہو یا پاکستان کا ہو، امریکہ کا ہو یا افریقہ کا ہو، کالا ہو یا گورا ہو سارے عالم کے اللہ کے عاشق اور اللہ سے محبت کرنے والے سب ایک قوم ہیں۔ اگر اللہ کے عاشقوں میں بہت قومیں ہوتیں اور کالے گوروں کا فرق ہوتا تو اللہ لفظ قوم نازل نہ فرماتا، اقوام نازل کرتا کہ ہم اپنے عاشقوں کی اقوام نازل کریں گے لیکن فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ فرمایا کہ پوری دنیا میں جتنے میرے عاشق ہوں گے وہ سب کے سب ایک قوم ہیں، عاشقوں کی قوم الگ تھلگ نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ کے عاشق سب ایک قوم ہیں

البتہ محبت کی تعبیر کے لئے ان کی زبانوں میں اور رنگ میں اختلاف ہے۔ یہ دلیل اختلاف قومیت کی نہیں ہے، یہ اختلاف تعبیرات ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ مختلف زبانوں میں ہمارا نام لیا جائے اور مختلف رنگ کے لوگ ہمیں یاد کریں، یہ ہمارا انتظام ہے۔ اختلاف

السنۃ اور اختلاف الوان یعنی زبان و رنگ کے اختلاف میں ہم نے اپنی نشانی اور اپنی قدرت کا تماشہ دکھایا ہے کہ کوئی بنگالی بول رہا ہے کوئی انگریزی بول رہا ہے اور کوئی گجراتی بول رہا ہے:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالاخْتِلَافِ

السِّنْتِكُمْ وَالْوَانِكُمْ﴾

(سورۃ الروم، آیت: ۲۲)

تمہارے رنگ اور کلر اور تمہاری زبانیں جو الگ الگ ہیں یہ میری نشانیاں ہیں لہذا اس سے یہ مت سمجھنا کہ ہمارے عاشقوں کی کئی قومیں ہیں۔ رنگ اور زبان کے اختلاف سے قوم کا مختلف ہونا لازم نہیں آتا۔ جو ہم سے محبت کرتا ہے چاہے وہ کسی رنگ اور کسی زبان کا ہو ایک قوم ہے، ساری دنیا بھر کے عاشق ایک قوم ہیں لہذا آپ کو ملاوی مل جائے، افریقی مل جائے، ایشیا کامل جائے، انڈین مل جائے گجراتی مل جائے لیکن وہ اللہ ورسول سے پیار کرتا ہو تو اس سے معانقہ کرو، محبت کرو کہ واہ رے میرے پیارے ہم تم ایک برادری ہیں، یہاں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں۔ سارے عالم کے عاشق خدا ایک قوم ہیں، دلیل میں قرآن پاک کی آیت

پیش کر رہا ہوں ملاوی کے علماء یہاں موجود ہیں جنوبی افریقہ کے علماء موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ مِّنْ أَحَدِكُمْ يُحِبُّهُمُ اللَّهُ تَعَالَىٰ ان سے محبت کریں گے اور وَيُحِبُّوْنَہ اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی قوم کی پہلی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرمائیں گے اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے اور بِقَوْمٍ مِّنْ أَحَدِكُمْ میں جو ”با“ داخل ہے یہ آئی یأتی جو لازم تھا اس کو متعدی کر رہا ہے۔ کیا مطلب ہوا؟ کہ ہمارے دیوانے خود سے نہیں بنتے، دیوانے بنائے جاتے ہیں۔ اس لئے یہ ”با“ یہ معنی پیدا کر رہا ہے کہ ہم لائیں گے اپنے عاشقوں کی ایک جماعت اور قوم جس کو ہم اپنا دیوانہ بنائیں گے۔

محبت دونوں عالم میں یہی جا کر پکار آئی
 جسے خود یار نے چاہا اسی کو یاد یار آئی
 اللہ جس کی قسمت میں اپنا عشق اور اپنی محبت رکھتا ہے وہی اللہ کا

دیوانہ ہوتا ہے، جس کو اللہ پیار کرتا ہے وہی اللہ کو پیار کرتا ہے، یہ بہت خوش نصیب لوگ ہیں یہ بڑی قسمت والے ہیں بادشاہوں کو یہ قسمت نصیب نہیں ہے، اگر اللہ کو بھولے ہوئے ہیں تو بادشاہ زندگی بھر اپنی بادشاہت میں پریشان ہیں۔ تاج شاہی سر پر ہے اور سر میں دردِ دوسر ہے۔

شاہوں کے سروں میں تاج گراں سے درد سا کثر رہتا ہے اور اہل صفا کے سینوں میں اک نور کا دریا بہتا ہے اللہ والوں کے سینوں میں نور کا دریا بہہ رہا ہے اور شاہوں کے سروں میں اپوزیشن کے ڈنڈے سے دردِ دوسر ہو رہا ہے۔ تاج شاہی سر پر اور خود سلطنت کی کرسی پر اور کرسی کے نیچے سے اپوزیشن کے ڈنڈے کا فکر ہر وقت پریشانی میں مبتلا کئے ہوئے ہے۔

(ماخوذ از: اللہ کے باوفا بندے)

۹ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ مطابق ۸ جنوری ۱۹۹۸ء بروز جمعرات، بعد فجر

عاشقوں کی قومیت

دورانِ درسِ مثنوی ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آیت

يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ نازل کر کے بتا دیا کہ میں اپنے عاشقوں سے
 محبت کرتا ہوں اور یہ مجھ سے محبت کرتے ہیں لیکن قَدَّمَ اللهُ تَعَالَى
 مَحَبَّتَهُ عَلَى مَحَبَّةِ عِبَادِهِ لِيَعْلَمُوا أَنَّهُمْ يُحِبُّونَ رَبَّهُمْ
 بِفَيْضَانِ مَحَبَّةِ رَبِّهِمْ اللہ نے اپنی محبت کو اپنے بندوں کی محبت
 سے پہلے بیان کیا تاکہ میرے بندے جان لیں کہ ان کو جو محبت
 میرے ساتھ ہے یہ میری ہی محبت کا فیض ہے۔

محبت دونوں عالم میں یہی جا کر پکار آئی
 جسے خود یار نے چاہا اسی کو یادِ یار آئی

یہ آیت مرتدین کے مقابلہ میں نازل ہوئی کہ جو مرتد ہوئے یہ بے
 وفا تھے، ان کو مجھ سے محبت نہیں تھی، یہ اہل محبت نہیں تھے اب ان
 کے مقابلے میں فَسَوْفَ يَأْتِي اللهُ بِقَوْمٍ نازل کر رہا ہوں کہ
 میں ایک قوم عاشقوں کی پیدا کروں گا جن سے میں محبت کروں گا اور
 جو مجھ سے محبت کریں گے۔ معلوم ہوا کہ عاشقوں کا وجود اللہ تعالیٰ کی
 طرف سے فَسَوْفَ يَأْتِي اللهُ کا ظہور ہے اور یہ سلسلہ قیامت
 تک رہے گا چونکہ اتیان میں تو سوف ہے لیکن اس کا تسلسل منقطع

نہیں ہے لہذا آج بھی جو اللہ کی محبت میں مست ہو یا جو اپنے اللہ والے شیخ پر عاشق ہو تو سمجھ لو کہ یہ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ كَايِكَ فرد ہے۔ کون سی قوم؟ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ کی قوم یہ ایک قوم ہے، اپنے عاشقوں کو اللہ نے ایک قوم قرار دیا ہے۔ لہذا ہم سب ایک قوم ہیں اگرچہ کوئی پنجابی، کوئی بنگالی، کوئی ہندوستانی، کوئی فارسی، کوئی عربی ہو ہزاروں ملکوں کے ہوں، ہزاروں زبانوں کے ہوں مگر ہم مختلف اقوام نہیں ایک ہی قوم ہیں۔ معلوم ہوا قومیت ملکوں سے نہیں بنتی، معلوم ہوا قومیت رنگ و نسل اور زبانوں سے نہیں بنتی ملکوں علاقوں خاندان اور قبائل سے نہیں اللہ کے عشق سے قومیت بنتی ہے۔ عالم میں جتنے اللہ کے عاشق ہیں سب ایک قوم ہیں۔ اگر ہر ملک اور ہر علاقے کے عاشقان خدا الگ الگ قومیں ہوتیں تو اللہ تعالیٰ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِأَقْوَامٍ نَّازِلٍ فَرَمَاتے کہ ہم بہت سی اقوام پیدا کریں گے لیکن فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ مَّفْرَدٍ نازل کر کے بتا دیا کہ سارے عالم کے عاشق ایک ہی قوم ہیں، جو بھی اللہ کا عاشق ہے وہ ہماری قوم میں داخل ہے اور جو ان کا عاشق

نہیں وہ ہماری قوم سے نہیں اگرچہ ہمارے وطن کا ہو، اگرچہ ہمارا قریبی رشتہ دار ہو، ہمارا خون، ہماری زبان، ہمارا ملک، ہمارا صوبہ، ہمارا علاقہ ہماری قوم نہیں ہے۔ ہماری قوم اللہ کے عاشقین سے بنتی ہے اس قومیت کے اجزائے ترکیبی دو ہیں ایک **يُحِبُّهُمْ** اور دوسرا **يُحِبُّونَهُ** یعنی جن سے اللہ محبت کرتا ہے اور جو اللہ سے محبت کرتے ہیں یہ قوم وہ ہے جس کو خالق اقوام نازل فرما رہا ہے۔ امریکہ برطانیہ اور دنیا بھر کے کافر اس قوم کو کیا جانیں، ان کی قومیت تو رنگ و نسل ملک اور قوم اور زبانوں کے اختلاف کی بنیادوں پر بنتی ہے جس کا نتیجہ بغض و نفرت و عداوت ہے۔ پیدا کرنے والا جانتا ہے کہ قومیت کیا چیز ہے، جس نے ہم سب کو پیدا کیا اس کی بتائی ہوئی قومیت معتبر ہے یا ان کافروں کی بنائی ہوئی؟ اس قوم کی امتیازی شان رنگ و نسل زبان اور ملک نہیں ہے اس کی امتیازی شان **يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ** ہے کہ یہ قوم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتے ہیں۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے پہلے **يُحِبُّهُمْ** فرمایا کہ اللہ ان سے

محبت کرتا ہے مگر کیسے معلوم ہو کہ اللہ ان سے محبت کر رہا ہے؟ یُحِبُّهُمْ کی ضمیر هُمْ کے افراد کو اب متعین نہیں کیا جاسکتا کیونکہ نزول وحی بند ہو چکا، اب جبرئیل علیہ السلام نہیں آسکتے، نص قطعی سے تعین نہیں ہو سکتا کہ فلاں فلاں اشخاص سے اللہ کو محبت ہے پھر اللہ تعالیٰ کی محبت کے ادراک کا اب کون سا تھر ما میٹر ہے، کون سی دلیل ہے کیونکہ اللہ کی محبت اپنے بندوں کے ساتھ مخفی ہے لیکن اللہ کے بندوں کی محبت اللہ کے ساتھ تو ظاہر ہے۔

عشق من پیدا و دلبر ناپدید

میرا عشق تو ظاہر ہے لیکن میرا محبوب پوشیدہ ہے میرا عشق یعنی وضو کرنا نماز پڑھنا روزہ رکھنا طواف کرنا جہاد کرنا سرکشان سب ظاہر ہے مگر محبوب پوشیدہ ہے۔

در دو عالم ایں چنین دلبر کہ دید

دونوں عالم میں ایسا محبوب دکھاؤ کہ جس کو دیکھا بھی نہیں لیکن ایک ہی دن میں ستر شہید احد کے دامن میں لیٹے ہوئے ہیں۔ اسی طرح آج بھی بندوں کی محبت تو میرے ساتھ ظاہر ہو رہی ہے

لیکن اے دنیا والو! **يُحِبُّهُمْ** کا علم تمہیں کیسے ہو گا تم کیسے جانو گے کہ میں بھی ان سے محبت کرتا ہوں کیونکہ نزول وحی بند ہو چکا لہذا آگے دلیل موجود ہے **وَيُحِبُّونَهُ** جو لوگ مجھ سے محبت کر رہے ہیں تو سمجھ لو کہ میں بھی ان سے محبت کر رہا ہوں جس پر **يُحِبُّونَهُ** کے آثار دیکھو تو سمجھ لو کہ یہ میری ہی محبت کا فیضان ہے۔ **يُحِبُّهُمْ** **وَيُحِبُّونَهُ** اللہ تعالیٰ نے مضارع نازل فرما کر بتا دیا کہ میرے عشاق حال میں بھی میرے باوفا رہیں گے اور مستقبل میں بھی میرے باوفا رہیں گے۔ یہی آیت دلالت کرتی ہے کہ اہل محبت کی صحبت میں رہنا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ کی دائمی وفاداری حاصل ہو جائے۔

اور اس آیت کا نزول سارے عالم کے عاشقوں میں رابطہ اور محبت میں اضافہ کا ضامن ہے کیونکہ جب ان کو معلوم ہوگا کہ ہم سب ایک قوم ہیں تو ہر قوم اپنی قوم کو محبوب رکھتی ہے۔ جن بچوں کو معلوم ہو کہ ہم ایک باپ کی اولاد ہیں ان میں آپس میں محبت ہوتی ہے اور جن کا تعلق باپ سے کمزور ہوتا ہے انہیں کی

آپس میں لڑائی ہوتی ہے، جو اللہ کی محبت سے محروم ہیں وہی آپس میں لڑتے ہیں اور اہل محبت چونکہ سمجھتے ہیں کہ ہم ایک قوم ہیں، ایک جان ایک قالب ہیں اسی لیے ان کے قلب اور قالب پر اللہ کی محبت غالب ہے۔ ایک قوم ہونے کے احساس سے محبت میں خود بخود اضافہ ہو جاتا ہے۔ سارے عالم میں کسی ملک کسی علاقہ کا کوئی اللہ والا پاجاتا ہے تو ہر اللہ والا اس کی محبت محسوس کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے عاشقوں میں کبھی لڑائی نہیں ہوتی ایک عاشق دوسرے عاشق سے مل کر مست ہو جاتا ہے کیونکہ یہ فَسَّوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ كَافِرٍ هٗٔ

یوں تو ہوتی ہے رقابت لازماً عشاق میں
 عشق مولیٰ ہے مگر اس تہمت بد سے بری
 بتائیے! کیا یہ علوم اختر پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم نہیں ہیں
 کہ قرآن پاک کی آیات سے تصوف کے مسائل کا استخراج و استنباط
 ہو رہا ہے اور آج زندگی میں پہلی بار يُجِبُّهُمْ وَيُجِبُّونَهُ سے
 عاشقوں کا ایک قوم ہونا اللہ تعالیٰ نے قلب پر منکشف فرمایا اور میرا

دل کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اختر کو اس علم میں خاص فرمایا شاید ہی کسی کا ذہن اس طرف گیا ہو کہ اللہ کا ہر عاشق خواہ کسی ملک کسی علاقے کسی رنگ کسی نسل کا ہو یہ سب ایک قوم میں داخل ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ نَّازِلٍ فَرَمَا يَأْتِي قَوْمًا نَّازِلٍ نَهِيں فرمایا۔ قرآن پاک کے علوم غیر محدود ہیں، جب صاحب کلام غیر محدود ہے تو اس کے کلام کے لطائف اور خوبیاں کیسے محدود ہوں گی، غیر محدود ذات کی ہر صفت بھی غیر محدود ہوتی ہے اور یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ یہ تفسیر نہیں بلکہ اسرار و لطائف قرآنیہ ہیں۔
(ماخوذ از: انعامات ربانی)

۳ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۲ اگست ۱۹۹۳ء، بروز اتوار، صبح ۱۱ بجے
خاندان و قبائل کا مقصد تعارف ہے نہ کہ تفاضل و تفاخر
آج حضرت والا نے مجلس کے دوران یہ آیت پڑھی:

﴿إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا

وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا﴾

(سورۃ الحجرات، آیت: ۱۳)

حق سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے تم کو ایک مرد اور

عورت سے پیدا کیا یعنی بابا آدم علیہ السلام اور مائی حوا علیہا السلام سے وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ اور ہم نے تم کو مختلف خاندانوں میں تقسیم کر دیا لیکن یہ تقسیم تقاخر کے لیے نہیں بلکہ اس کا مقصد ہے لِنَعَارَفُ فُؤَا تَا کہ تم کو ایک دوسرے کا تعارف حاصل ہو سکے۔ لیکن ہم لوگوں نے بجائے تعارف کے تفاضل اور تقاخر شروع کر دیا۔ جو پٹیل ہے وہ کہتا ہے کہ ہمارے مقابلہ میں سب گھٹیل ہیں یعنی گھٹیا ہیں کوئی لمبات ہے کوئی گزگات ہے۔ اس آیت سے یہ مسئلہ نکلا کہ اپنے خاندان پر، اپنی برادری پر، اپنے القاب پر فخر کرنا نادانی ہے جو مقصد تعارف کے خلاف ہے۔ اس وقت مجھے بس یہ تھوڑی سی نصیحت کرنی ہے کہ لِنَعَارَفُ فُؤَا کا خیال رکھیے۔ تقاخر و تفاضل جائز نہیں کیونکہ تفریق شعوب و قبائل سے اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے سے تعارف ہو جائے کہ فلاں خاندان سے ہے، وہ فلاں قبیلہ سے ہے۔ خاندان و قبائل سبب عزت و شرف نہیں ہیں۔ پھر عزت و شرف کس چیز میں ہے؟ آگے ارشاد فرماتے ہیں إِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ

اَتَقَكُمُ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز وہ ہے جو زیادہ تقویٰ اختیار کرتا ہے۔ جو جتنا زیادہ متقی ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنا ہی زیادہ معزز ہے۔

(ماخوذ از: معارف ربانی)

۱۷ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۷ فروری ۲۰۰۵ بروز اتوار

جنت میں کوئی صوبہ نہیں

خانقاہ میں امریکہ، کینیڈا، برطانیہ، فرانس، ری یونین، بنگلہ دیش، برما، ہندوستان وغیرہ کئی ملکوں کے لوگ جمع تھے جو اپنی اصلاح کے لیے حضرت والا کی خدمت میں آئے ہوئے تھے۔ اسی طرح پاکستان کے کئی صوبوں کے لوگ بھی تھے۔ ان کو دیکھ کر حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ اسلام کی حقانیت کی ایک بڑی دلیل ہے کہ کالے، گورے، سانولے ہر رنگ کے آدمی جمع ہو گئے اور یہاں رنگ اور زبان کی کوئی تفریق نہیں کیونکہ جنت میں کوئی ملک اور کوئی صوبہ نہیں ہے، نہ وہاں فرانس ہے نہ امریکہ نہ ہندوستان نہ بنگلہ دیش نہ پنجاب نہ سندھ نہ بلوچستان لہذا جن کو

جنت میں جانا ہے ان کے دل میں عصبیت نہیں ہوتی۔ یہی علامت ہوتی ہے کہ یہ جنتی لوگ ہیں اور جنت میں سب کی زبان عربی ہوگی اور جو عربی نہیں پڑھا ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو سکھا دیں گے، ہر جنتی عربی بولے گا۔ وہاں قومیت، صوبائیت لسانیت نہیں ہوگی کہ پنجابی پنجابی بول رہا ہے، سندھی سندھی بول رہا ہے، گجرات کا گجراتی بول رہا ہے۔ وہاں سب عربی بولیں گے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَجِبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّينَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِينَ فِيَّ﴾

وَالْمُتَزَاوِرِينَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِينَ فِيَّ ﴿﴾

(مؤطا مالک، کتاب الجامع، باب ما جاء في المتحابين في، ص: ۷۳)

میری محبت ان لوگوں کے لیے واجب ہو جاتی ہے جو میری وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں، ان کی آپس میں محبت کا سبب میں ہوں، نہ رشتہ داری، نہ قرابت داری، نہ بزنس پارٹنری کسی قسم کا رشتہ نہیں، نہ ملکی، نہ علاقائی، نہ لسانی، کوئی انگریزی بول رہا ہے، کوئی عربی بول رہا ہے، کوئی اردو مگر میری وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کر رہے ہیں تو ان کو اپنی محبت عطا کرنا میرے ذمہ

واجب ہو جاتا ہے۔

میں ڈھونڈتا ہوں تجھ کو محبت کہاں ہے تو
اک قلبِ شکستہ ترے قابل لیے ہوئے

قیامت کے دن اعلان ہوگا اَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ فَيَّ کہاں ہیں وہ
لوگ جو دنیا میں میری وجہ سے آپس میں محبت کرتے تھے، ان کی
زبان ایک نہیں تھی، علاقے ایک نہیں تھے، قومیت ایک نہیں تھی،
خاندان ایک نہیں تھا، لیکن صرف میری وجہ سے ایک دوسرے سے
محبت کرتے تھے وہ لوگ میرے عرش کے سائے میں آجائیں۔ تو
معلوم ہوا کہ اہل جنت کو جنت میں عرشِ اعظم کی چھت کا جو سایہ
ملے گا اللہ کے لیے آپس میں محبت کرنے والوں کو وہ سایہ میدان
محشر ہی میں مل جائے گا اور ان کا کوئی حساب نہیں ہوگا۔

۱۱ المحرم الحرام ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۶/۱۶ اپریل ۲۰۰۰ء، بروز اتوار، بعد نماز مغرب

زبان اور رنگ..... اللہ تعالیٰ کی دو عظیم الشان نشانیاں

اللہ تعالیٰ نے آج ایک علمِ عظیم عطا فرمایا کہ کسی زبان

کو دل سے حقیر سمجھنا یا زبان سے ظاہر کرنا اس میں خوفِ کفر ہے۔

چنانچہ تھانہ بھون میں حضرت تھانوی نے ایک شخص کا خط پڑھا جو بنگال سے آیا تھا جس میں لکھا تھا کہ ہم بہت ہانستا ہے اس کا علاج بتائیے۔ حضرت کی مجلس میں ایک صاحب نے کہا کہ یہ بنگالی معلوم ہوتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ تمہارے اس جملے سے حقارت کی بو آرہی ہے کہ تم نے اہل بنگال اور ان کی زبان کو حقیر سمجھا لہذا تم جا کر دوبارہ کلمہ پڑھو اور دو رکعات نماز توبہ پڑھو۔ لہذا زبان کو حقیر سمجھنا اس لیے حرام ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **وَ اٰخْتِلاَفَ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ** اے دنیا والو! تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا اختلاف میری نشانی ہے اور نشانی سے پہچان ہوتی ہے یعنی تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف میری معرفت کا ذریعہ ہے۔ میں افریقہ کے ملک ملاوی میں تھا۔ ایک صبح کتے بھونک رہے تھے۔ میں نے دوستوں سے عرض کیا کہ جانوروں کی زبان کو چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت کا ذریعہ نہیں بنایا اس لیے دنیا بھر کے جانوروں کی ایک ہی بولی ہے۔ کتا چاہے پاکستان کا ہو یا افریقہ کا ہو یا امریکہ اور برطانیہ کا ہو بھوں بھوں ہی کرے گا اور بلی چاہے کسی ملک کی ہو میاؤں ہی کہے گی لیکن

انسانوں کی زبانیں مختلف ہیں کیونکہ ان کو اپنی نشانی اور معرفت کا ذریعہ بنانا تھا تا کہ لوگ اللہ تعالیٰ کو پہچانیں کہ وہ کیا شان ہے آپ کی کہ کتنی زبانیں آپ نے پیدا فرمادیں۔ لہذا کسی زبان کو یا کسی رنگ کو مثلاً کالوں کو حقیر سمجھنا اس میں اندیشہ کفر ہے۔ ایک شخص کسی بونے کو دیکھ کر ہنسنے لگا تو اس نے کہا کہ پیالے پر ہنس رہے ہو یا کبہار پر۔ پیالہ پر ہنسنا، پیالہ بنانے والے پر ہنسنا ہے، کسی کی بنائی ہوئی چیز کا مذاق اڑانا گویا کہ بنانے والے کا مذاق اڑانا ہے۔

اس آیت کے ذیل میں مُجَدِّدِ زَمَانِہِ حَکِیْمِ الْاِمْتِ کا مذکورہ بالا عمل ہماری تائید کرتا ہے۔ ہر انسان خواہ کسی رنگ کا ہو اور کسی زبان کا ہو اس میں ولی اللہ بننے کی صلاحیت موجود ہے، ایمان لے آئے اور تقویٰ اختیار کرے ولی اللہ ہو گیا لہذا عقلاً بھی کسی کو حقیر سمجھنا جائز نہیں۔ لیکن زبانوں کے بارے میں غیر شعوری طور پر شیطان حقارت ڈال دیتا ہے۔ اس کا خاص دھیان رکھنا چاہیے۔ کہ کسی کی حققت دل میں نہ آنے پائے۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نہ کوئی راہ پا جائے نہ کوئی غیر آجائے

حریم دل کا احمد اپنے ہر دم پاسباں رہنا

(ماخوذ از: خزائن شریعت و طریقت)

۲۴ جمادی الثانی ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۳ اگست ۲۰۰۳ء بروز ہفتہ، بعد ظہر

عصیت کفر کی نشانی ہے

اس کے بعد حضرت والا نے مولانا عبدالمتمین صاحب

سے فرمایا کہ بنگلہ زبان میں اس کا ترجمہ کرو۔ بنگلہ دیش سے پندرہ

حضرات، حضرت والا کے ساتھ عمرہ ادا کرنے کی سعادت حاصل

کرنے کے لیے آئے ہوئے تھے۔ ترجمہ کے بعد فرمایا کہ

دیکھو! بنگلہ زبان سے سب کو مزہ آیا۔ یہ کس وجہ سے ہوا؟ اس لیے

کہ ایمان دل میں اتر گیا۔ اگر عصیت اور نفسانیت ہوتی تو مزہ نہ آ

تا، اسی لیے ہمارے دوست آپس میں بہت محبت رکھتے ہیں۔ ہم

سب ایک امت ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر زبان

کے نبی ہیں۔ بنگلہ دیشی، ہندوستانی، پاکستانی، برطانوی، افریقی،

امریکی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب کے نبی ہیں، مختلف

زبانیں رکھنے والوں کا نبی ایک ہی ہے۔ اس لیے ہم سب ایک ہیں۔ جب ہمارا اللہ ایک ہے اور ہمارا رسول ایک ہے تو ہم سب ایک ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو ایک قوم فرمایا ہے:

﴿مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ

يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ﴾

(سورۃ المائدہ، ایۃ: ۵۴)

تم میں سے جو مرتد ہو جائیں گے ان کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ ایک قوم پیدا کرے گا، جن سے اللہ محبت کرے گا اور جو اللہ سے محبت کریں گے۔ اللہ نے قوم نازل فرمایا، اقوام نازل نہیں فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے عاشقین سب ایک قوم ہیں چاہے وہ عربی ہوں یا عجمی ہوں، گورے ہوں یا کالے ہوں، چاہے وہ عربی بولتے ہوں یا انگریزی بولتے ہوں، بنگلہ بولتے ہوں یا اردو بولتے ہوں چاہے کوئی زبان بولتے ہوں لیکن اللہ سے محبت رکھنے والے سب ایک قوم ہیں، ایک امت ہیں۔

اس لیے اختلاف زبان اور اختلاف رنگ سے خود کو

ایک دوسرے سے برتر یا کمتر سمجھنا کفر ہے۔ فرض کر لو کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت ہمارے درمیان آجائیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو عربی میں بولیں گے لیکن ہر زبان میں ایک ترجمان بنائیں گے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ترجمہ ہر زبان میں ہوگا۔ معلوم ہوا کہ ہر زبان ہماری ہے۔ اسی طرح ایک عالم دین کو دوسروں تک دین پہنچانے کے لیے ہر زبان کا ترجمان چاہیے۔ اس لیے زبانوں سے نفرت مت کرو، زبانوں سے نفرت میں بوئے کفر آتی ہے۔ ہر زبان کو اللہ نے اپنی نشانی فرمایا ہے وَاخْتِلَافُ السِّنِّتِكُمْ وَالْوَانِكُمْ زَبَانُونَ کا اختلاف اور تمہارے رنگوں کا اختلاف اس میں ہماری نشانیاں ہیں۔ اللہ کی نشانی کو حقیر سمجھنا، اُس سے نفرت کرنا کفر ہے۔ زبان سے نفرت کرنا اور رنگ سے نفرت کرنا کہ یہ کالا ہے وہ گورا ہے یہ سب کفر کی باتیں ہیں۔ کوئی رنگ ہو اور کوئی زبان ہو، انگریزی ہو، فارسی ہو، عربی ہو، بنگالی ہو، اردو ہو، پشتو ہو سب اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ اس لیے اللہ کی نشانی کو حقیر سمجھنا، ذلیل سمجھنا، کمتر سمجھنا کفر ہے۔

خوب سمجھ لینا چاہیے کہ ہماری پہچان کسی زبان، کسی رنگ، کسی علاقے اور کسی قوم وغیرہ سے نہیں ہے بلکہ ہماری پہچان صرف مسلمان ہونا ہے۔ ایک غزوہ کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گذر ایک قوم پر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے دریافت فرمایا کہ:

﴿مِنَ الْقَوْمِ﴾

آپ کی قومیت کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ:

﴿نَحْنُ الْمُسْلِمُونَ﴾

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب ما یرجى من رحمة اللہ اللیوم القیامة، ص: ۳۱۸)

ہم سب مسلمان ہیں۔

پس عصبیت اور صوبائیت کہ یہ فلاں ہے، وہ فلاں ہے اس لیے فلاں، فلاں سے بہتر ہے یہ کفر کی نشانی ہے اور جنت سے محرومی کی علامت ہے۔ جو لوگ جنت میں جانے والے ہیں وہ عصبیت سے پاک ہوتے ہیں کیوں کہ جنت میں رنگوں کا اور زبانوں کا اختلاف نہیں ہے، جنت میں کوئی صوبہ نہیں ہے، جنت میں سب کی زبان عربی ہوگی، سب عربی بولیں گے۔

اب کوئی کہے کہ ہم تو عربی نہیں جانتے ہیں کیونکہ ہم عربی پڑھے ہوئے نہیں ہیں تو جواب یہ ہے کہ وہاں اللہ سکھا دے گا، جنت کی نعمتوں کا استعمال کرنے کا طریقہ اللہ الہام فرما دے گا۔ جنت کی نعمتیں ایسی ہیں:

﴿مَا لَأَعْيُنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَاطِرٌ عَلَىٰ

قَلْبٍ بَشَرٍ﴾

(صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة، ج: ۱، ص: ۴۶۰)
کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کسی کان نے سنیں، نہ کسی قلب پر اس کا خیال گذرا لیکن جب اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا تو جنت یاد بھی نہ رہے گی کہ جنت کدھر ہے اور جنت کی حوریں کہاں ہیں، اللہ تعالیٰ کی زیارت میں ایسا مزہ آئے گا۔

وہ سامنے ہیں نظام حواس برہم ہے

نہ آرزو میں سکت ہے نہ عشق میں دم ہے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بَلَدِ امین کی برکت سے اور کعبہ

شریف کی برکت سے جلتی ہونا مُقَدَّر فرما دیں، جنت میں دُخولِ

اولیں نصیب فرما دیں۔ دوزخ میں سزا پا کر جانے سے اللہ

بچائے، جنت نصیب فرمائے اور جنتی اعمال کی توفیق دے اور اللہ جہنم سے بچائے اور اعمالِ جہنم سے بھی بچائے اور اللہ ہماری نالائقوں کو، کوتاہیوں کو، خطاؤں کو معاف فرما دے۔ اللہ اپنی رحمت سے ہمیشہ خوشی دکھائے اور غم سے بچائے۔ بلا استحقاق اپنے فضل اور رحمتِ محضہ سے ولایت کا اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرما دے، ہم لوگوں کو بھی، ہمارے بچوں کو بھی، ہمارے گھر والوں کو بھی اور جو ہمارے دوست احباب یہاں نہیں ہیں ان کو بھی نصیب فرما دیجئے اور سارے مسلمانوں کے حق میں میری دعا قبول فرما لیجئے اور تمام کافروں کو بھی آپ ایمان عطا فرما کر ولی کامل بنا دیجئے، اپنی رحمت سارے عالم پر برسا دیجئے، مچھلیوں کو پانی میں، جانوروں کو جنگلوں میں اور پرندوں کو فضاؤں میں عافیت عطا فرمائیے، سارے عالم پر رحمت کی بارش برسا دیجئے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ
اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّحِيْمِيْنَ

(ماخوذ از: سفر نامہ حرمین شریفین)

